

UNIVERSAL
LIBRARY

OU
' **226302**

UNIVERSAL
LIBRARY

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِحْوَالِ الْاَوْلَادِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین تین اس سلسلہ میں کہ شہر کانپور میں بروز چہار شنبہ ۲۹ شعبان کو سبب اس کے رویت ہلال شہر رمضان نہیں ہوئی بعد چند روز کے حافظ عبدالغنی صاحب اور شیخ رمضان علی جمعدار نے ایک عالم کے روبرو بیان کیا کہ چھاؤنی کانپور میں ہماری ملیٹن کے ایک سپاہی نے اپنے بچہ کو بروز چہار شنبہ ۲۹ شعبان کو چاند رمضان کا دیکھا اور لوگوں کو بلا یا کہ دفعۃً ہلال میں چھپ گیا چنانچہ ہم نے اور اکثر ملازمین ملیٹن نے اسکی شہادت پر پنجشنبہ سے روزہ رکھا بعد اسکے اوس دیکھنے والے چاند نے خود اس عالم کے روبرو گواہی اپنی رویت ہلال کی دی اور کہا کہ میں نے بالیقین بروز چہار شنبہ چاند دیکھا اور روز پنجشنبہ سے میں نے اور اجنبی لوگوں نے روزہ رکھا جو ظاہر شخص معتبر و دیندار پابند صوم و صلواتہ ہوا لہذا شہادت مذکورہ عالم سطور نے کہا کہ قضا ایک روزہ کی اوپر جسے پنجشنبہ سے روزہ نہیں رکھا واجب ہوا اور بعد گذر تین دن کے اگر رویت ہلال شوال سبب بر وغیرہ کے نہ ہو تو بھی فطار و عید کرنا ہے پس صورت مذکورہ میں قضا سے روزہ اور افطار جائز ہوا نہیں جیسے کہ

هُوَ الْعَلِيمُ

صورت مؤلمین بنا بر شہادت مذکورہ قضا ایک وزہ کی واجب ہوا بعد گزرتے تین دن کے اگر ہلال شوال سبب ہو وغیرہ کے نظر نہ اے تو فطر حلال ہوا سوا سطلے کہ رویت ہلال شوال در صورت علتہ السماء بجز شخص احد عدل مستورا بحال اور سطح بشہادۃ الواحد علی شہادۃ الواحد ثابت ہو جاتی ہوا حکم رمضان دیا جاتا ہوا اور بعد گزرتے تین دن کے اس صورت میں اگر رویت ہلال شوال سبب ہو وغیرہ نہ ہو تو بھی باتفاق ائمہ ثلاث یعنی امام عظیم و صاحبین علیہم الرحمۃ فطر حلال ہوا اور جو مطلع صاف ہوا اور ہلال شوال نظر نہ آئے تو امام محمد کے نزدیک اب بھی فطر حلال ہوا اور تین دن کے نزدیک اس وقت فطر حلال نہیں کتب معتبرہ مستندہ مفصلہ ذیل سے حکم استفاد ہوتا ہوا

فی المشکوٰۃ عن ابن عباس قال جاء اعرابي الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال اني رأيت الهلال يعني هلال رمضان فقال انتم بهان لا اله الا الله قال نعم قال تشهد ان محمد رسول الله قال نعم قال يا اعرابي ذن في الناس ان يصوموا غلار اة ابود اود والترمذي والنسائي وابن ماجه والدارقطني **في العالم الكبير** ان كان باله ما علة فشهاده الواحد على هلال رمضان مقبولة اذا كان عادلا مسلما عاقلا بالغاحر كان عبد اذكرا كان او انثى وكان شهادته الواحد على شهادته الواحد وشهادته محمد وود في القذف بعد التوبة فظاهر الرواية هكذا فتاوى قاضيان واما مسطورا بحال فالظاهر انه لا يقبل شهادته ويرى بحسن عن ابي حنيفة انه يقبل شهادته وهو يصحح كذا في المحیط انتهى **وفي الراجح** وقيل لا دعوى وبلا لفظ شهد وبلا حكمه ومجلس قضاء لا لا خبر لا شهادة للصوم مع علة كغيره وبلا خبر عدل ومستورا بحال على ما صحح البرزنجي على خلاف ظاهر الرواية لا فاسق اتفاقا انتهى ايضا فيه ولو صاموا نقول عدل حيث يجوز ومع

۴
 فی المشکوٰۃ
 فی العالم الكبير
 الراجح
 فی القذف
 بعد التوبة
 فظاهر الرواية
 هكذا فتاوى
 قاضيان
 واما مسطورا
 بحال فالظاهر
 انه لا يقبل
 شهادته
 ويرى بحسن
 عن ابي حنيفة
 انه يقبل
 شهادته
 وهو يصحح
 كذا في
 المحیط
 انتهى
وفي
الراجح
 وقيل لا
 دعوى
 وبلا
 لفظ
 شهد
 وبلا
 حكمه
 ومجلس
 قضاء
 لا لا
 خبر
 لا
 شهادة
 للصوم
 مع
 علة
 كغيره
 وبلا
 خبر
 عدل
 ومستورا
 بحال
 على
 ما
 صحح
 البرزنجي
 على
 خلاف
 ظاهر
 الرواية
 لا
 فاسق
 اتفاقا
 انتهى
 ايضا
 فيه
 ولو
 صاموا
 نقول
 عدل
 حيث
 يجوز
 ومع

بن عبد العزیز بن محمد بن یونس بن نعمان الطائی فادام العدد بشهادة فخر و لم یبرهلال شوال
 و السماء صحیفة لا یجوز لفظ رواه الحسن عن الامام و هو قول ابی یوسف و سئل عنه محمد
 فقال ثبت لفظ حکم القاضی لا بقول الواحد **و فی غایة البیان** قول محمد حسن
 اختلاف الترجیح فیما اذا لم ینتبت بشهادة عدلین و تم العدد و لم یبرهلال شوال مع الصحیح
 و لا خلاف فی حال لفظ اذا کان بالسماء علة و لو ثبت رمضان بشهادة الغز انتهى **و فی**
بیسین الحقائق ثور اذا صلوا بشهادة الواحد و اكلوا ثلثین یوما و لم یروا هلال
 شوال لا یفطرون فیما روی الحسن عن ابی حنیفة للاحتیاط و لان الفطر لا ینتبت بشهادة الواحد
 و عن محمد یفطرون و ینتبت الفطر بناءً علی ثبوت الرضائینة بالواحد و ان كانت لا ینتبت
 به الفطر ابتداءً کاستحقاق الامر بناءً علی النسب لثابة بشهادة القابلة و ان کان لا
 لا ینتبت بشهادتهما ابتداءً و لا شبهه ان یقال نكانت السماء صحیفة لا یفطر و نظیرها
 غلطه و ان كانت منعیمة یفطرون لعدم ظهور الغلط انتهى جب تحقیق ان تمام فقهاء
 مستندین سے کاشمس فی نصف النهار روشن ہو اور صورت مذکورہ میں بحال غیم بالاتفاق
 فطر حلال ہو و بحال صحواً اختلاف ہو پس بعض کتب فقہ مثل شرح وقایہ اور بدایہ اور خزائن المفتین
 وغیرہ میں جو ولہ یرا الهلال لا یجوز لفظ عندہما مطلق مذکور ہوا اور اسے مقید بحال کون السماء
 صحیفة ہو گا اس واسطے کہ محل خلاف امام محمد حال صحومین ہونہ حال غیم میں کما صحیح شمس الاثنتہ
 و صاحب مرقی الفلاح و کنز البیان و العلامة الطحاوی وغیرہ اور ذکر توالہم سابقاً اور اسلئے
 کہ مخالف و تعارض کلام فقہما تحقیق میں لازم نہ آئے کہ ہر ایک جمع و وفاق میں کلام الفقہما اولیٰ علیہ
 اختلاف و اتفاق سے اور تا کہ ترک عمل باحدی لروایتین لازم نہ ہو علامہ علی حلطیہ محل شیخ البیہقی
 میں روایتیں الجمع متعین عندہ لا مکان داد العمل بینہ و ہذا ہذا العمل احدہما بالکلایة انتهى و ی

شبه صورت نیکو که من حل فطر بقول احدی بود و هو غیر جائز بالافتقار منع او سکا به جو که بیما حل فطر بنا و تبعاً
 و زوایا غیر اقتضا و غیر قصد از ما نیز قصد و التزام کم من شیء مثبت ضمناً و لا یتب قصداً استخفافاً بنا
 علی النسب اثبات بشهادة القابله كما صحح به فی الهدایة و فتح القدر و رد المحتار و تبیین الخلاف
 و یؤید به مانی ر و المختار فلو شهدوا فی الصحو بهلال شعبان و ثبت بشروط الثبوت الشرعی
 یتثبت رمضان بعد ثلاثین یوماً من شعبان وان كان رمضان فی الصحو لا یتثبت بخبرها
 لان ثبوته حیث ضمینی و یغفر فی الضمینیات ما لا یغفر فی القصدات انتهى و الايضاح
 لو تم عدم رمضان ولم یره لكان الفطر للعلل تحیل الفطر ان ثبت رمضان بشهادة واحد لثبوت الفطر
 تبعاً وان كان لا یتثبت قصد الابال بعد و العدا لانه هذا ما ظهر فی انتهى یعنی صورت نیکو
 بین حل فطر بشهادة واحد ابتدا و قصد اثبات نهین بلکه بنا و تبعاً و ضمناً یعنی بسبب اكمال عدت
 ثلثین یوماً و عدم رویت بلال شوال علت السماء هو لقوله علیه الصلوة و السلام و لا تظفروا حتی تروا
 الهلال او تکملوا العدة ثلثین یوماً النسائی اگر چه اكمال عدت ثلثین بضم ثبوت رمضان
 بشهادت واحد هو ایوا و یرید شد که بنا به جواب ثور تخمین حکم حل فطر در حال صحو کیون نهین
 فطر فی مدفع و یطرح که در صورت عدم السماء ظن غالباً اكمال عدت ثلثین او عدم ظهور کرب و
 خطا را فی بلال رمضان هو اور در صورت عدم عدم السماء عکس است یعنی ظن غالب عدم اكمال ثلثین
 او ظهور کرب و خطا را فی بلال رمضان هو فافترقا بصیالة تبیین الخلف و رد محموی بین هر
 الاشبه ان یقال لكانت السماء مصحیة لا یفطرون لظهور الغلط و ان كانت متبغمة بظهور
 لعدم ظهوره او حسب ثبوت رمضان بخبر واحد عدل در حال غیم و غیره بالاتفاق او حل فطر بعد بضی
 ثلثین اتفاقاً ثابت هو البس اس صورت من جهنون نے بحساب اپنی رویت کے اوتیس روز کے
 لکن وہ تمنا ایک روز کی ضرور واجب ہوگی والدرا علم و علمہ تم و حکم و نقد فصلنا الکلام

۲
 فی ذلک الوقت
 یوم الجمعة
 فی ذلک الوقت
 فی ذلک الوقت
 فی ذلک الوقت
 فی ذلک الوقت
 فی ذلک الوقت

الجواب صحیح والمجيب بخیر حرره محمد عبدحق المدرس

محمد عبدحق
۱۲۹۰

محمد عبدحق

احمد بن محمد
منصور علی از
پشتون

محمد عثمان

من اجاب فقد اصابع الله اعلم

محمد عثمان

محمد عثمان
سید محمد
عبدالله

محمد عثمان
علم شدار فیض قاسم

محمد عثمان
سید محمد
عبدالله

محمد عثمان

پشوری

محمد عثمان

ماقاله المجيب حق و صواب

ماحرره الفاضل احد الابرار مولانا محمد عبد الغفار هو یحیی المحدثا لبتنه بقدره العالی
المختلج الی حجة المنان المدعو وحید الزمان عنائنة الرحمن فقم حیدر اباد

الجواب صحیح والرای بخیر ایک گواہ ستوراحال کی گواہی بلال رمضان میں سجات اہم اتماقا
مقبول ہواں حالت میں اگر ۳ کو بسبب برکے ہلال عید نظر نہ آئے تو افطار بالاتفاق حلال ہے
اور در صورت صاف ہونے مطلع کے کبھی امام محمد کے نزدیک افطار درست ہے وہوالاصح خلاف

لشیخین مرقی الفلاحین ہو کہ اختلاف فی حل الفطر اذا تم العدة وكان بالسماء علة ولو ثبت
رمضان بنبهادة المفرد العدل كالعديين اتفاقا على التحقيق انتهى اور عصام کے کوئی

شرح وقایمین ہر فی محیط عن شمس لائمة انه لا اختلاف لمحمد فيما اذا كانت السماء في شوال

محمد عبدحق
ابو الحسنات

متیغمة انتهى والله اعلم حرره الراعی عفوره بہ القوی ابو الحسنات
محمد عبدحق تجاورا المد عن ذنبه الجلی وانحنی ساکن لکن مؤملہ فرنگی محل

واحد انظار کرنا لازم آتا ہے اور وہ جائز نہیں **اقول** یہ قول کہ کسی امام کے نزدیک حلال نہیں
 خلاف تحقیق و تصریح فقہاء محققین ہے اکثر فقہاء سے متقدمین متاخرین مستندین کے کلام سے
 ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ بن بحال علتہ السماخین کے نزدیک بھی فطر حلال ہے اور یہی قول
 محقق درراج اور مفتی بہنوس الامہ کہ طبقہ ثانیہ فقہاء مجتہدین فی المسائل سے بین فرمایا ہے
 بین هذا اذا كانت السماء مصحیة وان كانت میغمة یفطرون بلا اختلاف كما نقله ابی العینی
 وغیرہ اکثر فقہاء مجتہدین نے یہ قول شمس الامہ کا نقل کیا ہے اور کہتے ہیں بوجہ من الوجوه او کی تکلیف
 نہیں کی اور اوپر مرجع نہیں کیا بلکہ اکثر نے اسکی تائید کی ہے اور اسکو نقل کیا ہے ابن کمال نے
 صاحب نے خیرہ است انہ ان عم حل اللفظ اتفاقا کذا فی الدلائل المختارہ تحقق طحطاوی نے
 اسی آراء فطر اتفاق کے نسبت فرمایا ہے وهو الذی امرتضاه فی نورالابصار و حمرہ فی
 امداد الفقہاء اسی حل اتفاق کی نسبت علامہ شامی نے کہا ہے ان المصحح بہ فی الذخیرہ و کذا
 فی العراج عن المجتہد ان حل لفظ ہرنا محل وفاق وانا الخلاف فیما اذ لعم و لعم ہرنا محل
 فعند ہما لا یجمل لفظ وعند محمد یجمل صاحب مرآتی اطلاق اس اتفاق کو قول محقق فرماتا
بین فی مرآتی اطلاق ولا خلاف فی حل لفظ اذا لم العاد وکان بالسماء علة ولو
 وصدیقہ ثبت رمضان بشہادۃ الغرم العدل کالعدالین اتفاقا علی التحقیق انتہی
 علامہ طحطاوی اسکے حاشیہ میں اس قول کو (و حل لفظ بشہادۃ الفرد قول امام محمد و غیر محقق متابع
 و مخالف تحقیق لکھتے ہیں) میں کہا ہے اتفاق علی التحقیق یرجع الی شہادۃ الغرم العدل
 و مقابل التحقیق ان حل لفظ بشہادۃ الغرم قول محمد انتہی حسن بن زبیر امام عظیم سے عدم
 حل لفظ کو حال صحیحین روایت کرتے ہیں حال عظیم میں **فی لزم البیان** شرح اکثر فاذا تم العاد
 بشہادۃ الغرم و لعم ہرنا محل و سوال و السماع مصحیة لا یجمل لفظ و اہ الحسن عن الامام

انظر انظر
 بقول المحقق
 نسبت نہیں ہے
 اور یہاں شہاد
 و اصراف انکار
 لازم آتا ہے اور
 وہ جائز نہیں
 یہی قول شمس
 ابن کمال نے
 دیکھا ہے کہ
 یوم الفطر و یوم
 علی اللہ العالی
 امام محمد نے
 سبیل رضا
 فی السماع علی
 نصا صحیحین
 یوم الفطر
 بیان لفظ
 لا یجمل لفظ
 بقول

اور اسی سے تقویت اور کسی ظاہر کو کما لینی باقی رہی ضرورت تطبیق وہ بچند وہ ہو جو اولاً روایت
حسن عن الامام کو صاحب ایہ اور یہین الحقائق نے بلا قید و السہا صحیحہ ذکر کیا ہے اور محقق شیخ
مصطفیٰ نے مقید بقید و السہا صحیحہ بیان کیا ہے اور تطبیق جمع دونوں روایتوں کا ممکن ہرگز مطلق
کو مقید پر حمل کیا جاوے پس حکم علامہ صلی وغیرہ واجتہاد متعین عند الامکان اذ اذ اسرار اللہ بینہ و بین
اهد ارسل العلی باحد ہما الذکیہ دونوں روایتوں میں تطبیق جمع بحکم المطلق علی المقید ضرور کرنا چاہیے
تا اہد ارسل العلی حدیثی الروایت اہمال حدیثا لازم نہ ہو اور جو ظاہر اجماعاً ہے طائفتہ عدم حمل اظہار ہر ایہ غیر
کا ماخذ وہی یہی روایت حسن و یونہی ہی محمول مقید پر ہوگی تا نیا در صورت عدم تطبیق اختیار اختلاف
بین کلام الحقیقین مع امکان الجمع لازم ہوگا و ہو غیر محمول و انشاء بصورت عدم تطبیق اختیار اختلاف
القولین بلا ضرورت لازم آوے گا و ہو محدود و راجعاً بعبارة ثقات مقولہ جواب مقتضا سے
و خوبی ثابت ہو کہ حل نظر بحال غیہ بالاتفاق عند الحقیق ہے اور مختار عدل سے محققین یہی ہو کہ حل
غیر میں اظہار شہد باحق یعنی راجح و ایہ اور قوی راہ اور منفی ہے کہ ما حقیقہ الحقیق الزلیق و العزل الطویل
پس اس وقت القول صاحب سحر و قایہ و ہدایہ و خزائن المقین کو محمول بحال محمول کیا جاوے تو لازم
آوے گا کہ ان فقہا مستندین نے قول غیر تحقیق اور مرجح غیر منفی ہو کہ نصیحا کر کیا دہو سے بعد میں شہد
خاصاً محقق علام قاضیخان نے اس سائل کو اولاً مطلق بیان کیا بعد اوسکے اسی مقید کہوں السہا
صحیحہ فرمایا پس مطلق کو مقید پر محمول کرنا چاہیے ورنہ ایک ہی محقق کے کلام میں منافات لازم
ہوگی الغرض جن فقہانے اس اختلاف ائمہ کو سالانہ کو ہیں علی لاطلاق بیان کیا ہے و توجیہ
کلام کی تطبیق مطلق علی المقید ممکن ہو اسلیے کہ اونہوں نے اپنے کلام کو مقید بقید مطلق
نہیں کیا ہے اور مع امکان الجمع وفاق ہر اولی ہر شقاق سے کہہ لائینی علی انہیضین ہذا لکن
لی البال و السہا علم بحقیقہ احوال اور اگر تطبیق اتفاق کلام فقہانہ تسلیم کیا جاوے جب بھی ہر

کتاب
محقق
شیخ
مصطفیٰ
علامہ
صلی
غیرہ
واجتہاد
متعین
عند
الامکان
اذ
اذا
اسرار
اللہ
بینہ
و
بین
اهد
ارسل
العلی
باحد
ہما
الذکیہ
دونوں
روایتوں
میں
تطبیق
جمع
بحکم
المطلق
علی
المقید
ضرور
کرنا
چاہیے
تا
اہد
ارسل
العلی
حدیثی
الروایت
اہمال
حدیثا
لازم
نہ
ہو
اور
جو
ظاہر
اجماعاً
ہے
طائفتہ
عدم
حمل
اظہار
ہر
ایہ
غیر
کا
ماخذ
وہی
یہی
روایت
حسن
و
یونہی
ہی
محمول
مقید
پر
ہوگی
تا
نیا
در
صورت
عدم
تطبیق
اختیار
اختلاف
بین
کلام
الحقیقین
مع
امکان
الجمع
لازم
ہوگا
و
ہو
غیر
محمول
و
انشاء
بصورت
عدم
تطبیق
اختیار
اختلاف
القولین
بلا
ضرورت
لازم
آوے
گا
و
ہو
غیر
محدود
و
راجعاً
بعبارة
ثقات
مقولہ
جواب
مقتضا
سے
و
خوبی
ثابت
ہو
کہ
حل
نظر
بحال
غیہ
بالاتفاق
عند
الحقیق
ہے
اور
مختار
عدل
سے
محققین
یہی
ہو
کہ
حل
غیر
میں
اظہار
شہد
باحق
یعنی
راجح
و
ایہ
اور
قوی
راہ
اور
منفی
ہے
کہ
ما
حقیقہ
الحقیق
الزلیق
و
العزل
الطویل
پس
اس
وقت
القول
صاحب
سحر
و
قایہ
و
ہدایہ
و
خزائن
المقین
کو
محمول
بحال
محمول
کیا
جاوے
تو
لازم
آوے
گا
کہ
ان
فقہا
مستندین
نے
قول
غیر
تحقیق
اور
مرجح
غیر
منفی
ہو
کہ
نصیحا
کر
کیا
دہو
سے
بعد
میں
شہد
خاصاً
محقق
علام
قاضیخان
نے
اس
سائل
کو
اولاً
مطلق
بیان
کیا
بعد
اوسکے
اسی
مقید
کہوں
السہا
صحیحہ
فرمایا
پس
مطلق
کو
مقید
پر
محمول
کرنا
چاہیے
ورنہ
ایک
ہی
محقق
کے
کلام
میں
منافات
لازم
ہوگی
الغرض
جن
فقہانے
اس
اختلاف
ائمہ
کو
سالانہ
کو
ہیں
علی
لاطلاق
بیان
کیا
ہے
و
توجیہ
کلام
کی
تطبیق
مطلق
علی
المقید
ممکن
ہو
اسلیے
کہ
اونہوں
نے
اپنے
کلام
کو
مقید
بقید
مطلق
نہیں
کیا
ہے
اور
مع
امکان
الجمع
وفاق
ہر
اولی
ہر
شقاق
سے
کہہ
لائینی
علی
انہیضین
ہذا
لکن
لی
البال
و
السہا
علم
بحقیقہ
احوال
اور
اگر
تطبیق
اتفاق
کلام
فقہانہ
تسلیم
کیا
جاوے
جب
بھی
ہر

ہا سے مقصود کو نہیں ایسے کہ مقصود بھی تھا کہ صورت سولہ میں حل خطا باتفاق ائمہ ثلاثہ
 جیسا کہ کتب فقہ میں صحیح ہے اور اس سے اتفاق جملہ فقہانہ تھا بلکہ وہ اتفاق تھا جو کتب فقہ میں
 صحیح ہے اور وہ اتفاق ائمہ ثلاثہ ہے نہ اتفاق کتب فقہانہ اور یہ امر بقول محقق و راجح و مفتی ہے آثار
 ثقات منقولہ سے ثابت ہو گیا قال بعض الافاضل و راجع الرموز میں ہے و بعد صوم ^{ثلثین}
 بقول عدائے احد لا یجلی لفظ الا اذا صاموا یوم اخر سواء تغیر السماء فی الزمان یا دن
 وقال محمد لو تغیر السماء فیما حل لفظ اقول بلاشبہ اس کلام صاحب جامع الرموز اور اس طرح
 کلام صاحب تنویر الابصار و کجراتی سنا ظاہر ہونا ہی کہ حال غیم میں شیخین کے نزدیک فطر حلال
 نہیں مگر قول ان فقہاء کا معارض تصریحات اجلہ فقہائے محققین کا لایسا مثل شمس الائمہ اور صاحب
 ذخیرہ کیا نقد ابن الکرمان و محقق قاضی خان کہ طبقہ ائمہ فقہائے عظام سے ہیں اور علامہ شرنبلالی
 اور صاحب مرآتی الفلاح و نور الایضاح و املا و الفتح و معراج کا اور مختار محقق محدث زلیعی و نصیر بن
 و شیخ مصطفیٰ بن عبدالسند و غیرہم کا اور خصوصاً روایت حسن عن الامام کا کا ذکرہ فی کثر البیان
 سرگز نہیں ہو سکتا معنی علامہ طوطا دی نے حاشیہ مرآتی الفلاح میں صحیح لکھا ہے و قولہ اتفاقاً
 علی التحقیق یرجع الی شہادۃ الغز العادل و مقابل التحقیق ان حل لفظ بشہادۃ الغز ہذا قول
 محمدی اور قول صاحب تنویر الابصار کا استدراک و تضعیف خود در مختار میں موجود ہے پس بنا بر تحقیق
 اجلہ فقہاء قبول صاحب جامع الرموز وغیرہ قول غیر محقق و مرجح و غیر مفتی ہے ہو گا فلا یصلح للافتاء
 لکما لا یجفی علی ولی اللہی قال بعض الافاضل اور صاحب مختار نے جو ذخیرہ سے حلت فطر
 پر صورت مذکور میں اتفاق نقل کیا ہے علامہ طوطا دی نے گویا او سکار و کیا ہو کہ لکھا ہے و قولہ
 و غم حلال لفظ الوالی لہما ل و قید بہ لاجل قولہ خلاف الحد کان خلافہ انما ہو فیہ
 علامہ شامی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے قید بہا لہما ل لہما ل الخلاق جب ذخیرہ کی عبارت اتفاقاً

الخطبات اقول یہ بناے فاسد علی الفاعل تو ہم باطل ہونے کا حکم
 مطالعہ کتاب فی خیرہ ہوا تمین یہ قول مطح واقع ہو ذکر شیخ الاسلام فی شرح کتاب
 الشهادة الواحد اذا استشهد على هلال رمضان ۴۴ میں معطوف علیہ وقال
 شمس اللہ کا ذکر شیخ الاسلام ہو معترض کو معطوف علیہ قال شمس اللہ کا معلوم
 نہوا اور اتباع ہوا کے نفس معطوف علیہ قال لا اکثرون تکلف ظہر یا معتمد تقدیر
 معطوف علیہ بلطف قیل یا قال البعض بھی ہو سکتے تھے قال لا اکثرون کی کیا ضرورت
 پس اپنے قول و یا ایا ان تتبع الهوی پر کچھ عمل نکلیں گے تاکہ ناصح برہ دیگر ان
 ناصح خود یا تم کم درجہ ان ہوا اور قول اکثر کا محل اختلاف حال صحیح جو غیر تھا ذکرناہ اور فقط
 شیخ الاسلام کے نزدیک محل خلاف حال غیر جو و الحق یتبع السواد الام
 فتاویٰ قال بعض العلماء والمفهوم معتبر فی روایات عند الحنفیۃ الخ اقول المفهوم
 الخالف معتبر فی الروایات اذا لم یکن خلافه مصرح فی کلام الثقات فیما نحن فیہ خلافه
 مصرح فی کلام الفہمہ بما علمتہ مفصلاً فلما یكون قال بعض العلماء ولو صاموا الخ اقول
 قال فی قولہم درختار کا نقل کیا اور استدراک و سکا جو صاحب درختار
 کیا ہے عقوارو لکن نقل ابن النکال عن الذخیرہ انہ ان غم هلال الغطر حل تفافا
 اور تاہم یہی جو بقول محدث زبہی کے ہوا لا مشبہ ان غم حل والا لا یؤک
 حدیث کیا ہے مطح روختار اور طحاوی سے فقط شرح قولہ و غم هلال الغطر
 نقل کی اور یہ اسکے جو شارحین نے تاہم و تقویت حل فطر حال غیمہ بالاتفاق

ہوا اور اتباع ہوا کے نفس معطوف علیہ قال لا اکثرون تکلف ظہر یا معتمد تقدیر
 معطوف علیہ بلطف قیل یا قال البعض بھی ہو سکتے تھے قال لا اکثرون کی کیا ضرورت
 پس اپنے قول و یا ایا ان تتبع الهوی پر کچھ عمل نکلیں گے تاکہ ناصح برہ دیگر ان
 ناصح خود یا تم کم درجہ ان ہوا اور قول اکثر کا محل اختلاف حال صحیح جو غیر تھا ذکرناہ اور فقط
 شیخ الاسلام کے نزدیک محل خلاف حال غیر جو و الحق یتبع السواد الام
 فتاویٰ قال بعض العلماء والمفهوم معتبر فی روایات عند الحنفیۃ الخ اقول المفهوم
 الخالف معتبر فی الروایات اذا لم یکن خلافه مصرح فی کلام الثقات فیما نحن فیہ خلافه
 مصرح فی کلام الفہمہ بما علمتہ مفصلاً فلما یكون قال بعض العلماء ولو صاموا الخ اقول
 قال فی قولہم درختار کا نقل کیا اور استدراک و سکا جو صاحب درختار
 کیا ہے عقوارو لکن نقل ابن النکال عن الذخیرہ انہ ان غم هلال الغطر حل تفافا
 اور تاہم یہی جو بقول محدث زبہی کے ہوا لا مشبہ ان غم حل والا لا یؤک
 حدیث کیا ہے مطح روختار اور طحاوی سے فقط شرح قولہ و غم هلال الغطر
 نقل کی اور یہ اسکے جو شارحین نے تاہم و تقویت حل فطر حال غیمہ بالاتفاق

خطبات اقول یہ بناے فاسد علی الفاعل تو ہم باطل ہونے کا حکم
 مطالعہ کتاب فی خیرہ ہوا تمین یہ قول مطح واقع ہو ذکر شیخ الاسلام فی شرح کتاب
 الشهادة الواحد اذا استشهد على هلال رمضان ۴۴ میں معطوف علیہ وقال
 شمس اللہ کا ذکر شیخ الاسلام ہو معترض کو معطوف علیہ قال شمس اللہ کا معلوم
 نہوا اور اتباع ہوا کے نفس معطوف علیہ قال لا اکثرون تکلف ظہر یا معتمد تقدیر
 معطوف علیہ بلطف قیل یا قال البعض بھی ہو سکتے تھے قال لا اکثرون کی کیا ضرورت
 پس اپنے قول و یا ایا ان تتبع الهوی پر کچھ عمل نکلیں گے تاکہ ناصح برہ دیگر ان
 ناصح خود یا تم کم درجہ ان ہوا اور قول اکثر کا محل اختلاف حال صحیح جو غیر تھا ذکرناہ اور فقط
 شیخ الاسلام کے نزدیک محل خلاف حال غیر جو و الحق یتبع السواد الام
 فتاویٰ قال بعض العلماء والمفهوم معتبر فی روایات عند الحنفیۃ الخ اقول المفهوم
 الخالف معتبر فی الروایات اذا لم یکن خلافه مصرح فی کلام الثقات فیما نحن فیہ خلافه
 مصرح فی کلام الفہمہ بما علمتہ مفصلاً فلما یكون قال بعض العلماء ولو صاموا الخ اقول
 قال فی قولہم درختار کا نقل کیا اور استدراک و سکا جو صاحب درختار
 کیا ہے عقوارو لکن نقل ابن النکال عن الذخیرہ انہ ان غم هلال الغطر حل تفافا
 اور تاہم یہی جو بقول محدث زبہی کے ہوا لا مشبہ ان غم حل والا لا یؤک
 حدیث کیا ہے مطح روختار اور طحاوی سے فقط شرح قولہ و غم هلال الغطر
 نقل کی اور یہ اسکے جو شارحین نے تاہم و تقویت حل فطر حال غیمہ بالاتفاق

خطبات اقول یہ بناے فاسد علی الفاعل تو ہم باطل ہونے کا حکم

بسم الله الرحمن الرحيم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین تین اس صورت میں کہ رمضان تشریف کا چاند حالت ابرین بطور تشریحی ایک شخص کی گواہی سے ثابت ہو اب بعد گزرتا نہیں رو کر حالت ابرین اگر لال شوال نظر آوے تو افطار جائز ہو یا نہیں بینوا بال کتاب توجروا عند الله الوہاب

هو المصوب

سُبْحَانَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعْلَمُ الْغُيُوبَ
 میں اگر صرف تمہا کا اختلاف ہو مگر راجح اور مفتی یہی معلوم ہوتا ہے کہ افطار چاہے چنانچہ عالمگیری میں، و اذا صاموا بشهادة الواحد واكملوا ثلثين يوماً ولم يروا هلال شوال لا يعطرون فيها
 روى الحسن عن ابي حنيفة رحمه الله للاحتياط وعن محمد انهم يفترون كذا في التبيين و
 في غاية البيان قول محمد اصح كذا في التمهيد الغائق وقال شمس الائمة الحلواني هذا الاختلاف
 فيما اذا روي هلال شوال واسماء مصيبة فاما اذا كانت متبعة فانهم يفترون بالاختلاف كذا
 في الذخيرة وهو لا يشبه هكذا في التبيين انتهى عالمگیری کی عبارت سے واضح ہوا کہ صاحب
 غایۃ البیان امام محمد کے قول کی تصحیح کرتے ہیں اور صاحب نہر او سکون تسلیم کرتے ہیں اور صاحب
 تبیین اسی امر کو شبہ کہتے ہیں اور عالمگیری میں بخین اقوال کا منقول ہونا جسے بخوبی ظاہر
 کہ درجہ صحیح اور مفتی بدعت ابرین افطار ہوا اس امر کو بخوبی ثابت کرنا کہ جابعد عالمگیری کے
 نزہہ کی ایسی غریب کو ترجیح ہو ورنہ کچھ کچھ سپر حرج کہتے ہیں قول مخالف نقل کئے اور کسی نامیر گزرتے
 اور نہ لانا پھر معلوم خصوصی ارکان اربعین شیخین اور امام محمد رحمہما لہذا اختلاف نقل کر کے
 امام محمد کے قول کو تین دن ہذا قول رفق اور جموی نے شیخ الاشباہ والنظائر میں بعد نقل اختلاف

ادنیہ معلوم ہو
 بانفاق فقہاء
 امام محمد
 نزدیک
 عالیشان
 میں نظر
 ۱۱۶

دو نوکین شریک تھی سو جب امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو توین افطار کا فتویٰ دیا تو ہن گھر مطلع تھا ہونگی تقدیر پر یہ امر
 ظاہر ہوتا ہے کہ تصاف قاضی ایک امر غلط پر ہوتے سو جب سے شخصین اس وقت اس کا اعتبار نہیں کرتے اور
 جب مطلع صاف نہیں ہو تو کوئی وجہ ایسی نہیں پائی جاتی جسکی وجہ سے تصاف سابق غیر معتبر ٹھہرائی جا سکے
 اور صاف درخت اور شامی و طحاوی کے کلام سے صورت مذکورہ میں افطار کو ترجیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ
 صاحب مختار نے اولاً ان کا قول منع الغفار سے نقل کیا ہے میں حالت غیم میں عدم افطار کو ترجیح دی ہے
 اور محل اختلافی اسی حالت کو قرار دیا ہے پھر اوس استدک کے بعد اب ابن کمال ذخیرہ سے حالت مذکورہ
 میں اتفاق نقل کیا جس سے یہ ثابت ہوا کہ حالت غیم میں اختلاف بیان کرنا اور عدم افطار کو ترجیح دینا
 منظور نہیں ہے کیونکہ اس حالت میں جب ائمہ ثلاثہ کا افطار پر اتفاق ہو تو اجماع مذہب صحیح اور مفتی بہ ہی ہوگا
 اور پھر اس مذہب کے مفتی بہ ہونے کو جسے پہلے ضمایا بیان کیا تھا زلیعی کی عبارت نقل کر کے صراحتاً ذکر کیا
 اور اوسکی تائید کی اس طرز بیان میں بنظر انصاف غور کیے تو ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب مختار اوسی مذہب کے
 راجح قرار دیتا ہے جسے زلیعی نے راجح قرار دیا ہے اور اگر اس سلو سے قطع نظر کر کے یہ کہا جائے کہ صاحب مختار
 کی عرض نقل عبارت ابن کمال و زلیعی سے صرف بیان اختلاف ہو تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ صاحب مختار کے
 قول سے کسی مذہب کو ترجیح معلوم نہیں ہوتی پس اس کا قول کسی لیے حجت نہ ہوگا کیونکہ خیال نہ ہو کہ
 صاحب مختار نے مطلقاً عدم افطار کو علی الذہب کہا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مطلقاً عدم افطار
 صاحب مختار کے نزدیک صحیح ہے اس واسطے کہ علی الذہب کی تصریح صاحب مختار نہیں کرتا بلکہ ان
 کا قول اوستے کہ تصاف منع الغفار شرح غور ابصار سے نقل کرتا ہے اور اس واسطے کہ تاہی کذا ذکرہ المصنف
 و عبارتہ لہذا ولو صاموا بقول عدل الحیث یجوز و عم ہلال لفظ لا یحل علی المذہب خلاصہ لفظی لکن
 ذکرہ المصنف لکن نقل بن کمال عن الذخیرۃ انہ لعم ہلال لفظی لکن اتفاقاً و فی الذہبی لا مشبہ ان عم
 حل الالا اور علامہ شامی کے نزدیک حالت برین افطار کا راجح ہونا عبارت و اجماع سے پسند وجود ثابت

اتفاق نقل
 ابن کمال
 سے

جو ان کے ساتھ تعلق فیہما سے کچھ پیشتر ثبوت رمضان ضمناً برون شہادت جمع کہیں کے صحیح قرار دیکر سب
 علت افطار شہادت و آفتاد کی نظیر بیان کی جو اور اوپر فرمایا گیا تو صحیح تصحیف ظاہر ہو کر اور
 نزدیک شہادت افطار ہو ہوئی اور نظیرہ ما سنن کرہ فیما لوقمہن من رمضان اور غیر یہ حال افطر
 مذکورہ بحال افطر وان ثبت رمضان بشہادۃ واحد الثبوت، الفطر مقید ہے کہ وہ ایسی ہیئت فیصلہ الی
 بالذکر والعدالة هذا ما ظهر لی دوم کہ صاحب تنویر الابصار کے قول کی تائید صلاہ انہیں کی بلکہ جو
 مذہب مخالف اس کے شارح نے استدلال کے بیان کیا تھا او سکی دو طرح تائید کی ایک تو نایابہ البدین
 سے ترجیح صحت افطار کی نقل کی دوسرے اتفاق صحت افطار پر ذخیرہ وغیر سے نقل کیا عبارت او سکی یہ ہے
 قولہ لکن بخلاف استدل علی ذاک المصنف من ان خلاف محمد فیہ اذا غم عزال الفطر بان لم یصح بہ فی الذخیرۃ
 وکذا فی المعبر عن مجتہدین حل لفظہن علی خاق وانما الخلاف فیما اذا الغیر واحوال اللیل فعدہما لا
 بحال الفطر عند محمد بحال کہ قال الشمس لا یتمہد للجمالی وحررہ لشر بن لانی فی الامداد قال فی غایۃ البیان
 وجہ قول محمد و هو الا حکم ان الفطر ثبت بقول الواحد ابتداء بل بناء وبتعاقب کون شیئ ثبتت ضمناً
 ولا ینبت فیصلہ سئل عنہ محمد فقال ثبت الفطر حکم القاضی بقول الواحد انہی سیرہ کہ او سیکے
 بعد ہی دوسرے قول میں تصریح اختلاف کی نفی کی چنانچہ او سکا ذکر کے آگے آگے اور طحاوی کی اسی مذہب سے
 پسند یہ ہونا اور الا یضاح سے نقل کئے ہیں چنانچہ قول شارح ان غم ہلا الفطر حل اتفاقاً کے بعد
 میں ہو الذی اتصاہ فی نور الایضاح صحتی ظاہر ہو کہ اگر طحاوی کے نزدیک ہم افطار کہ ترجیح ہوئی تو ایسا
 قول نقل کرتے جس سے عدم افطار پسندیدہ ہونا ثابت ہوتا یا اس قول پر کچھ صرح کرتے لہذا یجفی علی سبب
 المصنف ان قول سیرہ اور نجوی ثابت ہوا کہ فقہما کے نزدیک ثابت ہیں افطار کو ترجیح رہا ہے اور کہ
 یہ قول ثمر ثلاث کا یہ باق فقط امام محمد کا اس میں بھی اختلاف وایت شمس الاممہ واصلو انی تو تصریح اتفاق امرت
 بیان کرتے ہیں چنانچہ جموی و رشامی اور طحاوی وغیرہ اکثر فقہاء اسکی تصریح کرتے ہیں اور قاضی حجت

بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ اختلاف کو حالت صحیح سے مقید کرتے ہیں اور پہلے فناوی میں کتب
 ولوقضی القاضی بشہادة الواحد علی ہلال رمضان فصا موائلین یوما ولحوروا الہلال والسماء
 صحیبة ذکرنا ان علی قول ابن حنیف لا یفطرون وعن محمد یفطرون وبہ اخذ نصیر بن یحیی ^{تخلی} اور عیاش
 کا مفہوم مخالف صریح دلالت کرتا ہے کہ حالت عدم صحیحین قاضیخان کے نزدیک اختلاف نہیں ہے اور نوازل
 میں بھی صورت سولہ میں بالاتفاق حل فطر بیان کیا ہے اور اسکی شرح حراتی الفلاح میں سیکو قول محقق قرار
 دیا ہے و عبارت آتین مع الشرح ہذا و اختلاف فی حل الفطر اذا تم العدد وکان بالسماء علة ولو وصلیہ
 ثبت رمضان بشہادة الفطر العدل کالعدلین باتفاق علی تحقیق انتہی و فی حاشیہ حراتی الفلاح للعلامة ^{طحا}
 قولہ الفاق علی تحقیق رجوع الی شہادة الفطر العدل و مقابلہ تحقیق ان حل الفطر بشہادة الفطر قول ^{طحا} ^{نہ}
 اور علامہ مصطفیٰ ابن ابی عبد الصمد الطالی کثر البیان میں لکھے ہیں و اختلاف فی حل الفطر اذا کان بالسماء
 علة ولو ثبت رمضان بشہادة الفطر العدل اور علامہ شامی بھی اتفاق کی تصریح کرتے ہیں اس طرح کہ پہلے تو حل
 اختلاف حالت عدم کو صحت تفسیر الایجاب سے کہ قول زینی رکھا اور کہا لا یحل الخلاف علی ذکرة المصنف اور کبھی
 نہیں اور حرج سے حال عدم میں متایف نقل کیا جیسا کہ عبارت منقولہ سابقہ سے ظاہر ہے اور اس کے بعد
 کہتا ہے حل فی الحلال ما فی غیر اللیلۃ و قول محمد بن یزید اذا تم العدد بناء علی تحقیق الحلال الذی نقل المصنف
 وہاں علتہ دلتہ و حجتہنہما فی ضایع البیان فی غیر محل لانه ترجیح ما هو متفق علیہ ^{تخلی} اس عبارت میں قول
 وقد کان عدلہا و ہذا قولہ دلالت کرتا ہے کہ علامہ شامی کے نزدیک حالت عدم میں اختلاف نہیں ہے اس میں
 واضح ہے کہ شمس اللام اور قاضیخان حالت عدم میں حل فطر باتفاق انہ ثلاث نقل کرتے ہیں اور صاحب الایجاب
 اور حراتی الفلاح اور علامہ طحاوی اس باتفاق کو مسلم لکھے ہیں اور محقق بتاتے ہیں اور صاحب کثر البیان اور علامہ
 شامی بھی اتفاق کو تصریح کرتے ہیں بیان یہ امر بھی معلوم ہوا کہ طحاوی نے درختار کی شرح میں حالت عدم میں اختلاف
 کو صحت کیا ہے اور کہا ہے قولہ ہم ہلال الفطر او اللیلۃ قبلہا کما جعل قولہم خلافہما کما فی خلافہما او ہویہ انتہی

اس سے یہ خیال کرنا چاہیے کہ طحاوی کے نزدیک طاعت غیم میں اتفاق سلم نہیں ہو بلکہ اس مقام پر طحاوی
 کی غرض صرف بیان طلب مصنف معلوم ہوتا ہے یعنی شرح نے غم لال انظر کی قید ایسے زائد کی ہو کہ اختلاف
 شیخین اور امام محمد بیان کیا ہو اور اختلاف تو راتن کے نزدیک طاعت غیم میں منحصر ہو جیسا اس کی شرح منع الغفای
 سے ظاہر ہے اور حاصل طحاوی کا یہ قول کہ لا اختلاف انما هو فیہ مطلق نہیں ہے بلکہ علیٰ ذکرہ المصنف
 کی قید اور سمین ضرور ہے ورنہ حاشیہ مرقی الفلاح میں اسکو خلاف تین کہنا صحیح نہ ہوگا اور یہ امر اسی در
 کی شرح سے بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ قول مذکور کے بعد جو حالت غیم میں اتفاق طاعت افطار کی نور الايضاح اور
 امداد الفتح سے تائید کی ہے عبارتہ ہذا قولہ ان غم لال انظر حال اتفاق اھوالدی امرضاہ فی نور الايضاح
 وحرر قولہ امداد الفتح ونقل عن الحلوانی ان خلاف صحیح فیما اذا العزیر واهلک شوال السماء مصحیۃ انتہی بہ
 اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ طحاوی کا خیال اتفاق ہو کہ لا یعنی علی المسائل آجس بان کا براہ عقین نے صورت
 مسئلہ میں بالاتفاق طاعت افطار بیان کیا تو صاحب یر الابصار اور قستانی کی مخالفت صریحہ سے یہ اتفاق
 باطل نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ دونوں صاحب طبقہ سابقہ فقہاء میں شمار کیے جاتے ہیں اور شمس الامم اور فاضل
 مرتبہ ثالث فقہاء میں معدود ہیں علمائے ائمہ مجتہد فی المسائل قرار دیا اور چنانچہ رد المحتار میں صریح ہے البتہ
 صاحب خیرہ کا حالت غیم میں اختلاف نقل کرنا قابل غور ہو سکتا ہے مگر صاحب خیرہ نے اختلاف مذکور بیان کرنے
 کے بعد شمس الامم کا قول نقل کیا ہے اور یکے کے ترجمہ نہیں ہے ہی اسوجہ صاحب خیرہ کے قول سے اس لائمہ کا
 قول مرجح نہیں ہو سکتا اور اگر یہ کہا جائے صاحب خیرہ نے حالت غیم میں اختلاف کو طلاق چھوڑ دیا کسی نقل
 کی طرف نسبت نہیں کی جیسا کہ عمومی ظاہر ہے پھر عطف کے کہ اساقال الحلوانی انہ اس سے معلوم ہوا کہ بلا
 قول لشرکاء اور اکثر کا قول معتبر ہونا چاہے خصوصاً نقل میں جو اسکا یہ ہونا ہے نہ صاحب خیرہ نے
 حالت غیم میں اتفاق کو شمس الامم کی طرف منسوب کیا مگر اختلاف کو بھی شیخ الاسلام کی طرف منسوب کیا ہے اور لکھا ہے
 ذکر شیخ الاسلام فی شرح کتاب الشہادات الواحد استہد علی ہلال رمضان عند الفاضل السیاحی وغیرہ

قبل لقاضی شہادۃ الناس بالصوم فلما اتوا الثلثین یوماً وع علیہم ہلال شوا قال ابو حنیفۃ ابو یوسف
 رحمہما اللہ تعالیٰ یصومون من الغدا ان کان یوم الحدی الثلثین ولا یفطرون وقال محمد یفطرون و
 قال شمس لامة اللؤلؤی رحمہ اللہ هذا الاختلاف فیما اذا الورود اهل ال شوا السواء صحیحة فاما اذا كانت
 متبغیة فانہم یفطرون بالاحزاب انتہی اس صورتین قول اول کی نسبت کتر کثیر ثابت نہوی اور جوئی
 صاحب فریہ کا پورا قول نقل نہیں کیا اصل کتاب کی عبارت اسطرح ہے حبیطح یہاں نقل کی گئی تھلا وہ
 یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ کس عمل کو قائل کثیر نسبت کرنے سے نہ تو یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ یہ قول کتر کا ہے
 اور نہ عبارت ذخیرہ میں قول حملوا فی کاعطف اس امر کو تقضی ہے کہ معطوف علیہ قال اکثرہن کمال
 بالکفر معطوف علیہ کا تقضی ہے اور وہ اقضا اسطرح بھی پورا ہو سکتا ہے کہ معطوف علیہ قال اکثرہن کا لاجلکہ اس
 اسوجہ ترجیح ہو کہ رفع ضرورت اسی قدر ہو سکتی ہے اور جب رفع ضرورت اسی قدر ہو گئی تو امر زائد کا
 ثبوت بلا ضرورت رہ گیا اب اس کے ثبوت کے لیے دلیل ہونا چاہیے اس تقدیر پر ان دونوں قولوں میں
 یہ فرق البتہ نکلا کہ پہلے قول کا قائل تو مجہول الحال ہے اور دوسرے قول کا قائل معلوم ہے کہ ہر شخص مجتہد فی المسائل
 ہے پھر ایسے معلوم الحال کے قول پر مجہول الحال کے قول کو کوئی ترجیح ہو سکتی ہے اور اگر یہ کہا جا کہ حسن
 بن زیاد امام عظیم سے مطلقاً عدم افطار صورت عامرہ میں روایت کرتے ہیں چنانچہ ہدایہ میں ہے ثم اذا قبل
 الا تمام شہادۃ الواحد و صلوات اللہ علیہ یوماً لا یفطرون فیما روی الحسن عن ابی حنیفۃ الاحتیاط
 ولان الفطر ثبت بشہادۃ الواحد وعن محمد انہم یفطرون و ثبتت الفطر بناء علی ان ثبوت الفطر
 بشہادۃ الواحد وانکان لا یتثبت بہا ابتداء کا استفادہ اکثر بناء علی المشا لثابت بشہادۃ
 القابلۃ انتہی اور ایسا ہی المکبریٰ میں ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور جب بن زیاد نے مطلقاً عدم فطار
 روایت کیا تو معلوم ہوا کہ حالت غیم اور حالت صحو دونوں میں امام عظیم کے نزدیک افطار نہیں ہے اور جب
 حسن بن زیاد کی روایت شمس الماکس کے مخالف ہوئی تو لا محالہ حسن بن زیاد کی روایت کو ترجیح ہونا چاہیے

کیونکہ حسن بن یزید امام صاحب کے شاگرد ہیں اور سراسر امام کی چوتھی صدی میں پیدا ہوئے ہیں اور اسکا جواب یہ ہے کہ
 شمس الامراء ایسے شخص نہیں ہیں کہ انکا قول بلا ضرورت شدید الایجاباً بیکر دیا جاسکے اور اس سے ضرور ہے
 کہ اول جہاں تک ممکن ہو دونوں روایتوں میں تطبیق دینا چاہئے۔ البتہ اگر تطبیق نہ ہو سکے اور سو فیصد صحیح نہ ہو
 ہو جیسا کہ اصول کا قاعدہ ہے اور یہاں تطبیق ظاہر ہو کہ حسن بن یزید کی روایت کو قیصر دیا جاسکے اور کہا
 جائے کہ عدم افطار حالت صحو میں مقصود ہے اس توجیہ سے کسی کے قول کا اجماع لازم نہیں ہے اور بغیر توجیہ
 ایک قول کا اجماع لازم آئیگا و الا اعمال اولی من الایمال علاوہ اسکے علامہ مظہر بن ابی بکر نے
 کثیر البیان میں روایت حسن کو تصحیح حالت صحو سے مفید کیا ہے و عبارتہ ہذا فاذا تم العاد بشهادة فرد
 ولو برہلال العطر والسماء صحیحۃ لا یجب الفطر والاحسن عن الامام وهو قول ابی یوسف
 وسئل عنہ محمد فقال ثبت للعطر بکلم القاضی لا بقول الواحد فی غایۃ البیان قول محمد
 علم انتہی اور علامہ طحاوی کا اتفاق کو مسئلہ مذکورہ میں محقق قرار دینا بھی سلام کو ثابت کرنا ہے کہ حسن
 کی روایت مفید ہے لیکن جب متنازع عقل بھی یہی ہے اور بعض علماء کی تصریح سے بھی ثابت ہوا کہ حسن کی روایت
 مطلق نہیں ہے بلکہ حالت صحو سے مفید ہے پھر کیا وجہ ہے کہ بعض نے روایت کو جو مطلق روایت کیا ہے اس کے
 اطلاق کی اس قدر رعایت کی جائے بعض کا برکی تکذیب لازم ہے اور انکا قول الایجاباً بہ قرار دینا
 اسکا اصل اس بیان سے عملاً اور نقلاً شمس الامراء کے نقل کو ترجیح معلوم ہوتی ہے و البتہ علم بحقیقتہما
 جب مسئلہ مذکورہ میں اتفاق نہ ملتا محقق اور راجح ٹھہرتا تو یہ شبہ بالکل رفع ہو گیا کہ صحت افطار
 امام محمد کا مذہب ہے اور حرمت افطار صحیحین کا قول ہے اور شامی اور طحاوی ابی حنبلہ کے نقل کرتے
 ہیں المقر عندنا انہ لا یقتروا بعمل الا بقول الامام الا عظم ولا یعدل عنہ الی قولہ
 او قول احدہما الا بضرورة کے مسئلہ المنازعہ وان صرح المشائخ بان الفتویٰ علی قولہما
 انتہی ہیں جب عند الاختلاف امام صاحب ہی کے قول پر فتویٰ دینا درست ہے اگرچہ صاحبین

ایک طرف ہوں اور مشائخ نے ان کے قول پر فتویٰ بھی دیا ہے تو جو سقوت امام صاحب کے ساتھ ابو یوسف
 بھی ہوں تو بطریق اولیٰ اس کے خلاف پر فتویٰ دینا جائز نہ ہوگا الغرض شہدہ بر تقدیر ثبوت اتفاق
 تو وارد ہی نہیں ہوتا اور اگر اتفاق ثابت نہ تو بھی یہ حکم علی الاطلاق صحیح نہیں ہو سکتا بہت سا
 ایسے حکمیں جہیں امام صاحب کے خلاف پر فتویٰ دیا گیا ہو اور وہی معمول بہ اور مختار ہو چنانچہ ناظرین
 کتب فقہ پر پوشیدہ نہیں ہر ایسے واسطے حدیث شامی نے البحر الرائق کے قول مذکور کو کتاب القضاء میں
 رد کیا ہے اور لکھا ہے فی فتاویٰ ابن السبکی لا یعدل عن قول الامام الا اذا صح احد من المشائخ
 بان لفتویٰ علی قول غیرہ وہ یبدا سقط ما یختم فی البحر من علینا الاتفاق بقول الامام وان
 افق المشائخ بخلافہ وقد اعتبر ضده محشیہ خیر الری بل بمعناہ ان المقتی حقیقہ ہو محمد
 فکیف یجب علینا الاتفاق بقول الامام وان افق المشائخ بخلافہ ونحن انما نکتی قواہم لا غیرہ
 (الحاق قولہ معتمد مذہبہ ای الذی اعتمدہ مشائخ المذہب سواء وافق قول الامام او خالفہ
 مکافرتاہ انما انتہی اور عبارت مذکورہ سے پہلے یہ بھی لکھا ہے ان الاصل هو ان المجتہد فی المذہب
 من المقلد الذین ہم اصحاب التخییم لایلزموہ الاخذ بقول الامام علی الاطلاق بل علیہ النظر
 فللدلیل وترجیم ما رجع عندہ دلیلہ ونحن نبتغ ما سجدہ واعتمدہ کما لو اختلفوا فی ما ہم
 یمان سے معلوم ہوا کہ جس قول کو مشائخ مذہب ترجیح دین ہم مقلدین کو اوسکی اتباع چاہیے اگرچہ
 قول امام کے خلاف ہو اور حلت افطار کو صورت مسولہ میں شیخ کی ترجیح ظاہر ہو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا
 البتہ جواب مذکور پر ایک شبہ یہ ہونا ہو کہ صورت مسولہ میں افطار کا حکم دینا حکم متون کے خلاف ہو
 چنانچہ نقایہ میں ہے وبعد صوم ثلاثین بقول عدلین حل لفظ وبقول عدل ثلاثین اور ایسا ہی
 وقایہ الروایہ میں ہے ان متون میں صورت مسولہ میں علی الاطلاق عدم افطار کا حکم خواہ حالت غیم ہو
 یا نہ ہو اور بہت متون اور شرح میں بھی یہی حکم ہے جامعہ الروایہ میں ہے وبعد صوم ثلاثین بقول

واحد لا يخل الفطر الا اذا صاموا يوم الخرساء فقيم السماء في الزمان ولا قال محمد ولو نعيم السماء فيها
 حل الفطر في الخلو لا خلاف فيه وانما الخلاف فيما اذا علمت الفطر في النخلة التي انتهى وقتها من غير
 وغيره من غير مطلقا علم انظارها علمه من حيث كونه من غير ان يكون من غير ان يكون من غير ان يكون من غير ان يكون
 پر ترجیح بی جوابت امر جو مشهور ہے کہ متون کو شرح وغیرہ پر تقدم ہر ان متون سے مراد نقایہ وروقایہ اور تہذیبوں سے
 بلکہ اس مقصود مختصرات متقدمین اور اکابر متاخرین میں فاضل بلارون بن بہاؤ الدین ناطوۃ کہ میں
 لکھتے ہیں ان المختصرات التي صنفها خذاق الائمة وكبار الفقهاء الاجل والمحدثين بالعلم والهدى والبقية
 والثقة في الرواية كان جعفر طحاوی ابی الحسن المکرمی والحاکم المشہد المہرزی والی الحسن قدس سرہ
 ومن في هذه الطبقة من علمائنا فری موضوعة بضبط اقوال حاکم المذہب جمع فتاواه الریة
 فری طحقات بمسائل الاصول وظواهر الروایات فی صحتها وثقة واما من ذلك شهر المتون كالصو
 وانما متقدمی علی ما فی الشرح وما فیہا علی الفتاوی ولبس المراد من المتون الا مختصرات ہوا من جنس
 الائمة والفقہاء الاجل واما المختصرات التي جمعها المتأخرون كالوقایہ الکثر والنقایہ غیرہا فان صحاح
 وان كانوا علماء صالحین فضلاء کاملین لیسو بهذا المثابة من الثقة والفقاهة مع خلوا كلامهم
 والاسناد وعدم سلامته عن نوع تغیر وخطا وتصرف فی التعبير انتهى کذا فی النافع البکیر اور اگر
 متون سے مراد بی نقایہ وکثر وغیرہ لجا میں جیسا کہ در مختار سے معلوم ہوتا ہے تو جواب اس طرح دیا جاے گا کہ متون کی ترجیح
 شرح وغیرہ پر مطلقا نہیں ہے بلکہ اوستہ اور کہ متن اور شرح دونوں میں صراحتہ ترجیح مذکور ہوا تو نہیں مطلقا ہے
 اور اگر متن میں صراحتہ ترجیح مذکور نہیں ہے تو شرح ہی کی ترجیح ہوگی چنانچہ علامہ شامی دلتما میں لکھتے
 ہیں صحوا ان فی المتون مقدم علی الشرح وما فی الشرح مقدم علی ما فی الفتاوی لکن هذا عند التصریح
 بتصریح کل من القولین عدم التصریح اصلا اما لو ذکرتم مسئلة فی المتون لم یصحوا بتصریح ان صحاح
 بتصریح مقابلہا فقد افاد العارمة قاسم تبحر الشالانہ تصیح صحیحہ وما فی المتون تصیح الترامی وایضہ

۲۹۶۳۱
لی کئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یوہیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

